شینل کمپنی کے کاروبار کی شرعی حیثیت

مولانا مفتی مختار اللہ حقانی

عضو دارالافتاء دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک

مجلّہ المباحث الاسلامیہ کے گزشتہ شمارہ میں ہم نے اس موضوع پر جامعہ فاروقیہ کراچی کی تحقیق پیش کی تھی۔ قارئین کے استفادہ کیلئے پاکستان کے نامور علمی درسگاہ دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک کی استفتاء اور جواب پیش خدمت ہے۔

قارئین اہل علم کا اس موضوع پر مزید تحقیق اور رائے کے منتظر رہیں گے۔ (ادارہ)

الاستفتاء

محترم ومکرم جناب مفتی صاحب، دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ وبعد،،، عرض ہے کہ میں ضلع مردان کے گاؤں غلہ ڈھیر کا ایک باشندہ ہوں۔ مسئلہ یہ پوچھنا ہے کہ چائنہ کی ایک کمپنی جو شینل کے نام سے مشہور ہے، ایک مشین فروخت کرتی ہے۔ کمپنی کا دعوی ہے کہ اس مشین سے **170** بیماریوں کا علاج ہوتا ہے۔ اس کمپنی کے کاروبار کا طریقہ کچھ یوں ہے یہ مشین عام بازار میں سستے داموں ملتی ہے مگر کمپنی والوں نے اس کی قیمت دس ہزار روپے مقرر کی ہے۔ گاہک اس مشین کو **10,000** پر اس طرح خریدتا ہے کہ **6500** روپے نقد دیتا ہے اور **3500** روپے اس کے ذمے قرض رہتا ہے، اس قرض کی ادائیگی کیلئے کوئی وقت مقرر نہیں۔ اس آدمی کو کمپنی کا ممبر کہا جاتا ہے۔ یہ آدمی اب دو اور آدمیوں کو مشین خریدنے کیلئے تیار کرے گا جب وہ دو آدمی مشین خرید لیتے ہیں۔ تو اس سے پہلے والے شخص (ممبر) کو دونوں میں سے ہر ایک کے بدلے ایک ہزار چالیس (**1040**) روپے کمیشن دیا جاتا ہے۔ جو دونوں کے دو ہزار اسّی (**2080**) روپے بنتے ہیں۔ چونکہ یہ آدمی کمپنی کا مقروض ہوتا ہے۔ تو کمپنی حساب وکتاب کر کے اس کے کمیشن سے قرضہ پورا کرتی ہے۔ پھر آگے یہ دو آدمی بھی الگ الگ دو آدمی تیار کرتے ہیں، تو ان کو ایک ہزار چالیس (**1040**) روپے فی آدمی ملتے ہیں۔ لیکن پہلے والے صاحب (ممبر) کو بھی ان کے تیار کردہ آدمیوں سے فی آدمی دوسو چالیس (**240**) روپے کمیشن ملتا ہے۔ تو اسطرح ان چار آدمیوں کی نسبت سے نوسو ساٹھ (**960**) روپے پہلے والے ممبر کا کمیشن بن جاتا ہے اور اس طرح یہ ہر آدمی اپنے پیچھے دو آدمی لگائے گا۔ اب جب پہلے والے صاحب کے پیچھے چھ آدمی پورا ہوجائیں تو اب یہ پہلا والا صاحب ایک اور آدمی تیار کریگا تو اس کے بدلے میں اس کو آٹھ سو (**800**) روپے کمیشن دیا جائیگا۔ اور اب یہ آدمی اپنے پیچھے دو آدمی لگائیگا۔ اور اس طرح وہ دو اور دو آدمیوں کو تیار کریں گے۔ تو پہلے والے صاحب (ممبر) ہر ایک کے بدلے میں آٹھ سو (**800**) روپے ملیں گے۔ اور یہ لامتناہی سلسلہ چلتا رہیگا۔ اسی طرح پہلے والے صاحب نے جو آدمی سب سے پہلے تیار کئے

تھے تو جب وہ آدمی چھ(6) افراد پورا کر کے آٹھ سو(800) روپے کمیشن کیلئے افراد تیار کریں گے توان پہلے والے صاحب کوان کے تیار کردہ افراد اور پھر ان کے تیار کردہ افراد کے ہاتھوں اور تیار شدہ افراد کے بدلے فی آدمی دوسو چالیس(240) روپے ملیں گے۔اسی طرح جب یہ میزان تیس(30) تک پہنچ جائے تو پہلے والے صاحب کو بیس ہزار(20,000) روپے نقد، ایک موٹر سائیکل اور دورات بڑے ہوٹل میں قیام اور کمپنی کی طرف سے لیگل ٹریننگ بطور انعام دیا جائیگا۔پھر اور آگے چل کر جب تعداد تین سو(300) یا کچھ اوپر ہو جائے تو ایک موٹر کار جس کی قیمت دس لاکھ(10,00,000) ہے اور کچھ نقد انعام بھی ملے گا اور ساتھ ساتھ کمیشن ہر پندرہ دن بعد ان کو ملتے رہیں گے۔

لھذا جب چھ آدمی تیار کرنے کے بعد زید نے سلطان کو تیار کیا تو اب آٹھ سو(800) روپے کمیشن ملیگا اور اس کے بعد سلطان کے پیچھے لامتناہی جتنے آدمی لگیں گے اسّی، اسّی روپے فی آدمی زید کو ملتا رہیگا۔جب عمر اور بکر کے پیچھے چھ آدمی مکمل ہو گئے تو اب عمر اور بکر نے جاوید اور ساجد کو تیار کیا اور پھر جاوید اور ساجد کے پیچھے جتنے آدمی لگے تو فی آدمی عمر اور بکر کو آٹھ سو(800) روپے ملیں لیکن زید کو بھی فی آدمی دوسو چالیس(240) روپے ملیں گے۔اور اسی طرح جب(30) ممبران پورے ہو جائیں تو زید کو بیس ہزار(20,000) روپے نقد، ایک موٹر سائیکل، بڑے ہوٹل میں دورات قیام اور لیگل ٹریننگ بطور انعام دیا جائیگا۔اور اسی طرح یہ سلسلہ چلتا رہیگا۔جہاں تک مجھے معلومات ہیں تو اس میں زیادہ تر دیندار طبقہ پھنسا ہوا ہے اور اس کی وجہ غالبًا جواز کے وہ فتاوی ہیں جو اس کمپنی کے لین دین کے جواز پر جاری ہو چکے، لھذا آپ حضرات سے یہ پوچھنا ہے کہ کیا شریعت کی رو سے یہ کاروبار جائز ہے یا ناجائز؟ مسئلے کی وضاحت فرما کر اللہ تعالی سے اجر حاصل کریں۔

الجواب وباللہ التوفیق:

اسلام نے اقتصادی نظام کے چلانے اور اس کو کامیاب اور مؤثر طریقے سے آگے بڑھانے کیلئے جو اصول تجارت اور اجارہ کی جو صورتیں مقرر کی ہیں ان اصول کے تحت ان معاملات کو مشروع کرنے کی اصل حکمت اور فلسفہ یہ ہے کہ جو روپیہ، پیسہ موجود ہو، وہ گردش میں رہے اور اسی گردش سے حقیقی اثاثے اور خدمات وجود میں آئیں اور اس سے صحت مند معاشی سرگرمیاں جنم لیں، یہ اصول اس لئے بھی وضع ہیں کہ مال چند ہاتھوں میں منجمد نہ ہو۔اور اسی سے دھوکہ، فریب یا کسی دوسرے حرام طریقے سے مال کمانے کے دروازے بھی بند ہو جائیں۔اسلئے جو مال ظاہری ہیرا پھیری سے کمایا جاتا ہے، شریعت مقدسہ نے اس کو حرام قرار دیا ہے۔مال و دولت کے حرص ولالچ نے انسان کے دل و دماغ پر ایسا جنون طاری کر دیا ہے کہ وہ حرام وحلال کی پرواہ کئے بغیر مال کمانے کے درپے ہے اور اس کی حصول کیلئے نئی نئی صورتیں اور شکلیں ایجاد کر دیتا ہے، کبھی اسٹیٹ لائف انشورنس کے ذریعے مال کمانے کا طریقہ لوگوں کے سامنے کر دیتا ہے اور کبھی پرائز بانڈ نمبروں سے لوگوں کے اموال کو لوٹتا ہے اور کبھی لکی انعامی اسکیم اور سیفوری انعامی اسکیم کے وجود کو پروان چڑھاتا ہے۔اور آج کا گزشتہ طرق اکتساب کی طرح شینل کمپنی اور پرائم بینک کے نام سے نئے روپ میں اکتساب مال کا ذریعہ پیش کیا ہے۔دور حاضر میں

مسلمان ویسے بھی دین کے ہر شعبہ میں سستی اور غفلت کے شکار ہیں اور خصوصاً معاملات کے بارے میں تو اس درجہ کو پہنچ چکے ہیں کہ اس کو تو دین کا جزو ہی نہیں سمجھتے اسلئے آجکل مسلمان ان معاملات کا ارتکاب اسلئے کرتے ہیں جیسا اسلامی تعلیمات کے منکرین کرتے ہیں۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ مال ودولت کا یہ حرص انسان کو تباہی کے گھڑے میں ڈال دیتا ہے۔اس حرص کی ایک کڑی شینل کمپنی کا لین دین بھی ہے۔اس مسئلہ کے بارے میں مختلف فتاوی جات مختلف دارالافتاؤں سے جاری ہو چکے ہیں۔ جو بظاہر متعارض ہیں۔بعض جواز کے فتاوی نے بہت سارے متدیّن حضرات کو بھی اس کمپنی کے ممبر (رکن) کیلئے جواز فراہم کر دیا ہے۔لیکن فتاوی کے یہ تعارض کمپنی کے ظاہری بیان نے پیدا کیا ہے جو اس کمپنی والے لوگ حضرات مفتیان کرام کے سامنے پیش کرتے ہیں جس میں بیع مؤجل کی صورت میں زیادہ رقم لینے اور ممبر پیدا کرنے کی صورت میں اس کی سعی وکوشش کے بدلے اجرت دینے کی صورتیں شامل ہیں۔اسی طرح بعض مواقع پر اپنے بعض ممبران کو انعام کی صورت میں پیش کرتے ہیں اور کمپنی کے ممبران واہلکار حقیقت کو اپنے رانوں کے نیچے دبا کر حضرات مفتیان کرام سے جواز کا فتوی حاصل کر لیتے ہیں، اس قسم کے ایک استفتاء کا جواب دارالافتاء جامعہ خلفاء راشدین ماڑی پور جو کہ کراچی سے شائع ہوا تھا اور اس پر استاذ محترم حضرت مولانا مفتی نظام الدین شامزئی شہیدؒ اور حضرت مولانا مفتی احمد ممتاز صاحب زید مجدہم کے تصویبی کلمات بھی درج تھے، بندہ کے پاس آیا تھا، چونکہ جواب بالکل عین استفتاء کے مطابق تھا، اسلئے حضرت الاستاذ پر اعتماد کرتے ہوئے اس ناچیز نے بھی اس جواب کی تصدیق کر دی، مگر بعد میں جب اصل صورت حال پر آگاہ ہوا تو اسی وقت دوسرے استفتاء کے جواب میں اس تصویب سے رجوع کیا اور ایک اہم مجلس میں بندہ نے حضرت مفتی صاحب سے خود بھی اس مسئلے کے بارے میں دریافت کیا، تو انہوں نے فرمایا کہ میں نے اس تصویب سے رجوع کیا ہے اسلئے ان تصویبات کو قابل قبول نہ مانا جائے اسکے علاوہ جو فتاوی جواز میں جاری ہو چکے ہیں، اس سے اس کی اصلیت نہیں بدل سکتی اور نہ بعض صورتوں کے جواز سے کل صوتوں کا جواز ثابت ہوسکتا ہے۔اصل میں اس کمپنی کے کاروبار میں اسٹیٹ لائف انشورنس کی طرح کئی خرابیاں موجود ہیں جن کی وجہ سے اس کاروبار کو جائز قرار نہیں دیا جاسکتا۔

پہلی خرابی: شینل کمپنی کے کاروبار میں بنیادی خرابی یہ ہے کہ کمپنی کا یہ لین دین اسلامی تجارت کے اصول ومقاصد کے خلاف ہے، اس میں سرمایہ چند ہاتھوں کی طرف تشکیل ہوتا ہے جو کہ وصول الی الحرام (اکتنازِ دولت) کا ذریعہ بنتا ہے۔اسلئے اسلام نے معاشی نظام کے اس تباہ کن ذریعہ سے منع فرمایا ہے اور اس ذریعہ کے اپنانے والے کو ملعون کہا ہے۔رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے

لایحتکر إلا خاطئ: رواه الترمذی باب ما جاء فی الاحتکار (ابوداؤد، ترمذی کتاب البیوع)

دوسری خرابی: یہ ہے کہ شینل کمپنی کا طریقہ کار تجارت کی نیت سے نہیں بلکہ دولت کمانے کی غرض سے ہے، ورنہ یہ ہیلتھ مشین بازار میں عام طور پر دستیاب ہوتا، اور ہر ایک کی رسائی اس تک ممکن ہوتی، مگر یہاں ایسا نہیں، حقیقی بیمار بھی مہنگے داموں شینل کمپنی

کے دفتر سے خریدے گا جبکہ اس کے مقابل اس مرض کیلئے استعمال ہونے والی یہی مشین عام بازار میں بہت ہی کم قیمت پر دستیاب ہے۔ اور شینل کمپنی اس طریقہ پر اس مشین کو غالی قیمت پر فروخت کرتی ہے تو اس سے لازمًا یہی نتیجہ نکلتا ہے کہ یہ طریقہ صرف دولت کی کمائی کیلئے ایک حیلہ ہے جو بظاہر تجارت کے مشابہ ہے اور ایسا کرنا اسلامک فنانسنگ کے اغراض و مقاصد کے بالکل خلاف ہے۔ علامہ ابن قیمؒ نے اسلامی اصول کے اغراض و مقاصد کے خلاف حیلہ بازی کرنے والے مفتی سے فتوی لینے کو منع فرمایا ہے، لکھتے ہیں: لا یجوز للمفتی تتبع الحیل المحرمة و المکروهة و هئلاء تتبع الرخص لمن أراد نفعه فإن تتبع ذالک فسق و حرم ا[illegible]تاؤه (اعلام الموقعین 539/2) تو جب ایسے حیلہ باز مفتی سے فتوی لینا جائز نہیں اور نہ ایسے حیلوں کی اتباع جائز ہے تو جو طریقہ کسی معاملہ کے اغراض فاسد کرتا ہو تو پھر اس قسم کے حیلہ بازیوں سے دولت کمانا کیسے [illegible] ہوسکتا ہے؟ اس طرح علامہ سید احمد طحطاویؒ نے بھی لکھا ہے: ویحرم التساهل فی الفتوی و اتباع الحیل و ان فسدت الأغراض (طحطاوی علی درمختار 175/3)

تیسری خرابی: اور اسی طرح یہ بات بھی مخفی نہیں کہ جو لوگ وہاں جا کر مشین خریدتے ہیں ان کا اصل مقصد کمپنی کا ایجنٹ بن کر مقرر کردہ کمیشن اور انعام کے ساتھ کرنا ہے۔ کمپنی کا ایجنٹ بن کر اپنی سعی و کوشش کے عوض کمیشن حاصل کرانا اگرچہ جائز ہے، مگر اس قسم کے عقود کچھ شرائط کے ساتھ مقید ہوتے ہیں جن میں سے ایک شرط یہ بھی ہے کہ اس قسم کے عقود سے ایسی شرائط نہ لگائی جائے جو اس معاملے کا حصہ نہ ہو بلکہ کوئی خارجی چیز ہو اور اس کے ساتھ اس میں ایک طرف یا دونوں کا فائدہ ہو، اگر اس میں کوئی ایسی شرط لگائی جائے تو معاوضہ شرع کی رو سے ناجائز ہوگا، اور یہاں ایسی شرط موجود ہے اسلئے کہ شینل کمپنی کے ایجنٹ بننے کیلئے ضروری ہے کہ وہ شخص کمپنی ایجنٹ بننے سے پہلے کمپنی سے ہیلتھ مشین ضرور خریدے گا، ورنہ کمپنی اس کو اپنا ایجنٹ تسلیم نہیں کرتے، اور ظاہر ہے کہ مشین خریدنا تو اس معاملے کا حصہ ہے کہ معاملہ اس پر موقوف ہو اور معاملہ اس کا تقاضا کرے، اور اس کے ساتھ ساتھ کمپنی کا اس میں فائدہ بھی ہے۔

چوتھی خرابی: یہ ہے کہ شینل کمپنی کا یہ کاروبار بغیر ادھار کے نہیں ہوتا اور اس کے ساتھ کمپنی والے اپنے ممبر سے اس ادھار کے بدلے بے شمار فوائد حاصل کرتے ہیں۔ اس کمپنی کے ممبر کا قرض اس وقت ادا ہوتا ہے جب وہ دو افراد کو کمپنی ممبران بنائے۔ اور پھر ان کے ساتھ بھی یہی معاملہ ہوتا ہے کہ وہ بھی اپنے قرض کی ادائیگی کیلئے دو افراد کو ممبران بنائیں گے، تو اس قرض معاملہ کی وجہ سے کمپنی اپنے ان قرضدار ممبران سے کافی فوائد حاصل کرتی ہے۔ شریعت مقدسہ کی اصطلاح میں قرض کا ایسا معاملہ سود کے زمرے میں داخل ہوتا ہے عن علی أمیر المؤمنین مرفوعا کل قرض جرّ نفعًا فهو ربا (اعلاء السنن 512/14)

بلکہ مشکوۃ المصابیح میں روایت ہے کہ إذا أقرض أحدکم قرضا و أهدی إلیه أو حمله علی الدابة فلا یرکبها و لا یقبلها إلا إذا جری بینه و بینه قبل ذالک (246/1)

اسی طرح حضرت عطاء بن أبي رباح سے روایت ہے کہ وعن عطاء كانوا يكرهون كل قرض جرّ منفعة (اعلاء السنن 514/14)

ان تمام روایات سے سود کی حرمت اور قرض کی وجہ سے فوائد حاصل کرنے کی ممانعت بالکل واضح ہے اور علامہ عثمانی ؒ مزید وضاحت کیلئے فرماتے ہیں فلا يحل إقراض شئ ليرد إليك أقل ولا أكثر ولا من نوع آخر أصلا وقال الموفق في المغني وكل قرض شرط فيه الزيادة فهو حرام بلا خلاف وقد روى عن أبي بن كعب وابن عباس وابن مسعود أنهم نهوا عن قرض جر منفعة وبالجملة فحرمة الزيادة المشروط في القرض مجمع عليها لا خلاف فيها من أحد لكونها منفعة قد جرّ القرض (إعلاء السنن 514/14) اس کے علاوہ کمپنی کے طریقہ کار کے مطابق بالواسطہ ممبران کے بدلے میں جو کمیشن ممبر بالا کو ملتی ہے وہ کمیشن اس کے محنت کے بغیر ہوتی ہے جو اجرة الدلال نہیں، بلکہ اس پر سود کی تعریف صادق آتی ہے اسلئے کہ ممبر بالا بغیر محنت کے بالواسطہ ممبران سے کمیشن کا اپنے آپ کو مستحق سمجھتا ہے اور اس کو قانونًا حق حاصل ہے الرباء هو مجرد كسب من غير عوض والشرع يحرم أخذ المال ظلمًا بغير حق شرعي (التفسير المنير 3 / 99) اور علامہ عثمانی ؒ نے لکھا ہے الربا في اللغة هو الزيادة والمراد به في الآية كل زيادة لم يقابلها عوض (أحكام القرآن 663/1) اور علامہ جصاص رازیؒ نے لکھا ہے أصل الربوا في اللغة هو الزيادة وفي الشرع يقع على معان لم يكن الاسم موضوعا لها في اللغة (أحكام القرآن 464/1) اور فخر الدین رازیؒ فرماتے ہیں قال بعضهم إن الله حرم الربوا من حيث أن يمنع الناس عن الاشتغال بالمكاسب فلا يكاد يتحمل مشقة الكسب والتجارة والصناعات الشاقة (تفسير كبير 94/7) اور فتاوی ہندیہ میں سود کی تعریف لکھی ہے کہ هو في الشرع عبارة عن فضل مال لا يقابله عوض في معاوضة مال بمال (الهنديه) یہ تمام تعریفات چونکہ بالواسطہ ممبران سے کمیشن پر صادق ہے اسلئے یہ کمیشن بھی سود ہی میں داخل ہے۔

پانچویں خرابی : یہ ہے کہ اس کمپنی کے کاروبار میں رشوت اور قمار کا عنصر پایا جاتا ہے، اسلئے کہ ممبر ایجنٹ بننے کی طمع اور لالچ میں مشین کی عام قیمت کی بجائے زیادہ قیمت دیتا ہے جو رشوت کے مشابہ ہے اگر چہ بظاہر اس زائد قیمت (پیسوں) کو اصل قیمت کا حصہ بنایا جاتا ہے، رسول اکرم ﷺ نے رشوت کے لین دین کو دخول دوزخ کا سبب بتایا ہے الراشي والمرتشي كلاهما في النار (الحديث) اس کے علاوہ ممبر یہ زائد رقم داؤ پر اسلئے لگاتا ہے کہ ہوسکتا ہے کہ وہ دوسرے کو اس کمپنی

گاہک بنا کر کمپنی کو دی گئی رقم سے زیادہ رقم وصول کرے، مگر اس میں یہ بھی امکان ہے کہ ممبر گاہک نہ بنا سکے اور اس کی زائد رقم ڈوب جائے، جس کو مخاطرہ کہا جاتا ہے اور یہ قمار (جوا) کی قسم ہے، علامہ جصاص رازیؒ فرماتے ہیں ولا خلاف بین أهل العلم فی تحریم القمار وإن المخاطرة من القمار فقال ابن عباسؓ إن المخاطرة قمار وإن أهل الجاهلية كانوا يخاطرون على المال والزوجة وقد كان مباحا إلى أن ورد تحريمه (أحكام القرآن 388/1) اس کے علاوہ اس کاروبار میں غرر بھی ہے۔ علامہ کاسانی غرر کی تعریف کرتے ہوئے فرماتے ہیں الغرر ما يكون مستور العاقبة (بدائع 68/3) اور فقہاء مالکیہؒ لکھتے ہیں ما تردد بين السلامة والتلف (حاشية الدسوقی علی الشرح الكبير 25/3) اور علماء شوافعؒ لکھتے ہیں كل ما يمكن أن يوجد (حاشية الدسوقی 25/3)

چھٹی خرابی: یہ ہے کہ اس معاملہ میں جو ادھار ہوتا ہے اس کی ادائیگی کیلئے کوئی خاص وقت مقرر نہیں ہوتا بلکہ یہ قرض اس غیر معینہ اور مجہول مدت تک ممبر کے ذمہ ہوتا ہے یعنی جب تک یہ شخص مزید دو ممبر نہ بنا سکے اور جب دو ممبر بنا دے تو اس کا قرض اس ممبران کے کمیشن سے ادا ہو جاتا ہے اور اس قسم کا معاملہ عموماً نزاع، لڑائی جھگڑے کا باعث بنتا ہے اسلئے شریعت مقدسہ ہر اس معاملہ کو ختم کرنے کا حکم دیا ہے جو مفضی الی النزاع ہو اور اس قسم کے معاملات کو موجب فساد قرار دیا ہے۔ وفی الزاهدی باعه بثمن نصفه نقد ونفعه إذا رجع من بلد كذا فهو فاسد (رد المختار 82/5) اور ہندیہ میں ہے و أما شرائط الصحة فمنها معلومية الأجل فی البيع بثمن مؤجل فيفسد إن كان مجهولا (الهنديه)

ساتویں خرابی: یہ ہے کہ ممبر سازی کی اس دوڑ میں جو انعامات مقرر ہوئے ہیں مثلاً موبائل فون، موٹر سائیکل، چین کی سیر اور دیگر سہولیات جو کمپنی کی طرف سے دی جاتی ہے، اس پر انعام کی تعریف صادق نہیں آتی، اسلئے کہ انعام دینے والے کی مرضی پر موقوف ہوتا ہے، اگر انعام دینا چاہے تو دے سکتا ہے اور اگر نہ دینا چاہے تو اسے انعام دینے پر مجبور نہیں کیا جا سکتا۔ جبکہ یہاں انعام دینا کمپنی کے ذمہ داری ہے، انعام نہ دینے کی صورت میں ممبر ساز اپنے انعام کو قانون کے ذریعے بھی کمپنی سے وصول کر سکتا ہے۔

آٹھویں خرابی: ممبر سازی کے ان تمام سہولیات اور مناصب کا مدار ان ناجائز منافع اور ناجائز کمیشن پر ہے اور ناجائز کام کیلئے حاصل ہونے والے مناصب بھی چونکہ ان ناجائز کاموں کیلئے استعمال ہوتے ہیں اسلئے ان سہولیات اور مناصب کا اختیار کرنا بھی ناجائز ہے جیسے علامہ ابن نجیمؒ نے لکھا ہے ما حرم أخذه حرم إعطاؤه كالرباء ومهر البغی ...... تنبيه ما يقرب من هذا ما حرم فعله حرم طلبه (الاشباه والنظائر 185 القاعدة الرابع عشر)

نویں خرابی: یہ ہے کہ اس قسم کے کمپنیاں عموماً بڑے سرمایہ داروں کو یہ سرمایہ سود پر دیتی ہے جو سودی لین دین میں معاونت اور تعاون کے مترادف ہے۔ شریعت مقدسہ کی رو سے تعاون علی الاثم ناجائز وحرام ہے لقوله تعالى ولا تعاونوا على الاثم والعدوان (الآية)

دسویں خرابی: یہ ہے کہ اس قسم کے کمپنی کا ممبر شپ اختیار کرنا ملکی معیشت کو برباد کرنا ہے کیونکہ اس ممبر کا سرمایہ اپنے ملک کے بجائے دوسرے ملک منتقل ہوجاتا ہے، چونکہ یہ کمپنی چین کی ہے، اور اس مشین سے حاصل شدہ جملہ سرمایہ چین ہی کو منتقل ہوگا، جو ملک کے ساتھ خیانت ہے۔ اس قسم کی خیانت کی اجازت نہ اسلام دیتی ہے اور نہ ملکی قوانین۔

لہذا ان وجوہات کی بنا پر شینل کمپنی کا ممبر بن کر ان کے کاروبار میں حصہ دار بننا شرعاً جائز نہیں۔ اگرچہ بعض جزئیات بظاہر ان کے اس حیلہ بازلین دین کے جواز کا سامان مہیا کرتے ہیں مگر چونکہ اس میں یہ خرابیاں بھی موجود ہیں، اسلئے یہاں حرام کو ترجیح ہوگی۔ فقہاء اسلام نے ہر اس جگہ پر حرام کو ترجیح دی ہے جہاں حلال وحرام کا اختلاط ہو، اور اس کیلئے انہوں نے ایک اصولی قاعدہ مقرر کیا ہے کہ إذا اجتمع الحلال والحرام غلب الحرام و بمعناه ما اجتمع محرم و مبيح الأغلب المحرم (الاشباه و النظائر 119) اور علامہ ابن نجیمؒ نے ایک اور مقام پر لکھا ہے وصرح به في فتاوى قارى الهداية ثم قال والعقد إذا فسد في بعضه فسد في جميعه (الاشباه و النظائر 117) اسلئے تمام مسلمانوں سے یہی استدعا ہے کہ وہ اس کمپنی کے لین دین اور کاروبار میں شریک ہونے سے اجتناب کریں اور اپنے دوسرے مسلمان بھائیوں کو بھی اس خرابی سے بچائیں۔ هذا ما ظهر لي والله أعلم (بشکریہ ماہنامہ الحق جنوری فروری 2004ء)

نرخنامہ برائے اشتہارات

بین الاقوامی معیار کا تحقیقی سہ ماہی مجلّہ

''المباحث الاسلامیہ (اُردو)''

Ret List for Advertisement

Quarterly International Magazine ALMABAHIS - AL - ISLAMIA

﴿1﴾	آخری صفحہ رنگین	...... 4,000 روپے	﴿2﴾	اندرون آخری صفحہ رنگین	...... 3,000 روپے
﴿3﴾	اندرون صفحہ اول رنگین	...... 3,000 روپے	﴿4﴾	مکمل صفحہ سادہ	...... 1500 روپے
﴿5﴾	آدھا صفحہ سادہ	...... 1000 روپے	﴿6﴾	ایک تہائی صفحہ سادہ	...... 500 روپے

یہ پاکستان اور دنیا بھر کے لائبریریوں کا واحد منتخب اسلامی تحقیقی مجلّہ ہے۔

اپنے کاروبار کی تشہیر کیلئے سہ ماہی مجلّہ ''المباحث الاسلامیہ (اردو)'' میں اشتہار دے کر ہم خرما و ہم ثواب کے مصداق بنیں۔

برائے رابطہ: دفتر جدید فقہی تحقیقات، جامعہ المرکز الاسلامی پاکستان سادات حافظ خیل ڈیرہ روڈ بنوں

فون: 2 / 331353 - 0928 ، فیکس: 331355، ای میل: almarkazulislami@maktoob.com